



موجودہ پرفتن دور میں کرنے کے کام
کام احادیث کی روشنی میں



موجودہ پرفتن دور میں کرنے کے کام
 احادیث کی روشنی میں

آئیے پرفتن دور میں کرنے کے چند کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی پابندی ایک عام مسلمان کے لئے از حد ضروری ہے تا کہ وہ قرب قیامت فتنوں

س محفوظ رہ سکا:

دانا ئی س کام لی:

جب فتنہ ظاہر ہونے لگیں یا حالات بدلنے لگیں تو ایسے نازک حالات میں نرمی و بردباری اور دانا ئی س کام لیے اور جلد بازی نہ کریں۔ نرمی اس بنیاد پر کہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عمدہ بنا آلتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار بنادیتی ہے۔ سارے کاموں میں نرمی کا خیال رکھیے، رحم دلی سے پیش آئیے، غصہ ورنہ بنیے۔ دانا ئی اس لیے کہ آپ نے قبیلہ عبدالقیس کے اشجع نامی آدمی سے کہا تھا "تم ہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول پسند کرتے ہیں۔ بردباری اور دانشمندی" دانشمندی و دانا ئی عمدہ خصلت ہے۔ فتنہ کے لمحات اور بدلتے حالات کے وقت بردباری قابل ستائش ہے کیونکہ بردباری کے ذریعے ہر چیز کی اصلیت و حقیقت تک پہنچا جاسکتا ہے۔

غور و فکر کے بعد ہی حکم لگائیے:

فتنہ کے ظاہر اور حالات کے بدلتے وقت بغیر سوچے سمجھے آپ کسی چیز کے بارے میں حکم نہ لگائیے اس قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے کہ "کسی چیز پر حکم لگانا اس پر غور و فکر کرنے کے بعد ہوا کرتا ہے" اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

«ولاتقف مالیس لک ب علم»

(سورہ اسراء: 63)

"جس بات کی تجھ کو خبر ہے نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ" یعنی ایسا معاملہ جس کو آپ نہ دیکھیں جان رہے ہوں، اس کا پاس و خیال نہ ہو اور نہ ہی آپ کے پاس اس بارے میں کوئی ثبوت ہو تو اس سلسلہ میں بات کرنے سے بچیں، چاہے آپ اس میں لیں۔ بنیے۔

عدل و انصاف کو ملحوظ رکھیے:

تمام کاموں میں عدل و انصاف کو لازم پکڑیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو، گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو“ (سورہ انعام) اور فرمان الہی ہے: ”کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے“ (سورہ المائد) اس کا معنی یہ ہے کہ آپ جس جماعت سے محبت کرتے ہیں اور جس جماعت سے محبت نہیں کرتے دونوں کو ایک میزان و کسوٹی پر رکھ کر پرکھیے اور اس کے بعد حکم لگائیے۔

جماعت کو لازم پکڑیے:

اللہ تعالیٰ کی فرمان ہے: ﴿وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾

اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ لو۔

(آل عمران : 103)

اور نبی ﷺ فرمایا: ”جماعت کو لازم پکڑو اور اختلاف سے بچو۔“

(ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں اتمام کرتے تھے جبکہ سنت یہ ہے کہ نمازی منیٰ میں چار رکعت والی نماز کو دو دو رکعت پڑھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرعی تاویل کی بناء پر چار رکعت ہی پڑھتے رہے، اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے نبی ﷺ کی سنت یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز دو رکعت ہی پڑھی جائے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعت پڑھتے ہیں آخر کیوں؟ تو انہوں نے فرمایا: ”اختلاف بری بات ہے۔“

(سنن ابوداؤد)

اور ایسا ان کے شرعی قاعدے کو سمجھنے کی وجہ سے ہوا کیونکہ جو اس کے برخلاف کرے گا اس کے اور دوسروں کے فتنے میں پڑنے سے مامون نہیں رہا جاسکتا

شرعی میزان پر برکھیں:

جہنم جو فتنے میں اٹھائے جاتے ہیں خواہ وہ دعا کے ہو یا ملکوں کے، ضروری ہے کہ مسلمان ان کو صحیح کسوٹی پر وزن کریں آپ دیکھیں کہ اس میں خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی ہے یا نہیں؟ رسالت محمدی کی گواہی پوری کی جاتی ہے یا نہیں؟ اور اس گواہی کا تقاضا ہے کہ شریعت مصطفویٰ کے مطابق فیصلہ کیا جائے کسوٹی پر پرکھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ آپ کی محبت اس میزان کے لیے ہو جو صحیح طور پر اسلام کو بلندو بالا کرتا ہے، پھر آپ ایسے لوگوں کو مخلصانہ نصیحت کریں جب یہ میزان مشتبہ ہو جائے تو اس سلسلہ میں مرجع علماء ہوں گے کیونکہ وہی لوگ صحیح شرعی حکم جانتے ہیں

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اپنے وقت میں سلطان کے لیے کافی دعا کرتے تھے، ان سے کہا گیا کہ آپ ان کے لیے اپنے سے زیادہ دعا کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر میں درست رہا تو میری درستگی اپنے لیے اور اپنے اردگرد رہنے والوں کے لیے ہوگی، رہا سلطان کی درستگی تو وہ عام لوگوں کے لیے ہوگی

قول و عمل میں جو کس رہیں:

فتنہ کے وقت گفتار و کردار کے کچھ الگ ہی ضابطے ہوتے ہیں چنانچہ بروہ بات جو آپ کو اچھی لگے اس کے الٹا یا برعکس کام جو اچھا لگے اسے کرنا مناسب نہیں، کیونکہ فتنہ کی گھڑیوں میں ایسا کرنے سے متعدد مسائل کھڑے ہوتے ہیں

تعجب کی بات نہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں نے رسول اللہ سے دو بھرے برتن کے مانند

حدیثیں یاد کیے (یعنی دو قسم کا علم سیکھا) جن میں سے ایک کو میں نے عام کر دیا اور اگر دوسرے کو عام کرتا تو میری گردن کاٹ دی جاتی۔“

(صحیح بخاری)

علماء کا کہنا ہے کہ اس سے مراد ایسی حدیثیں ہیں جو فتنے اور بنو امیہ وغیرہ سے تعلق رکھتی تھیں، شرعی احکام سے متعلق نہ تھیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کہی جبکہ لوگ گھمسان کی لڑائی اور جنگ و جدال کے بعد ان کے سایہ تلے اکٹھا ہو چکے تھے، انہوں نے انہیں اس لیے چھپا لیا تاکہ لوگ جدائی کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو یکجا ہو چکے تھے پھر لڑنے بھڑنے نہ لگیں اسی لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”آپ لوگوں سے کوئی ایسی بات نہ کریں جو ان کی سمجھ سے باہر ہو اور ان کے لیے فتنے کا سبب بن جائے۔“ (صحیح مسلم)

فتنوں کے وقت لوگ بات کو اچھی طرح سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، لہذا ہر وہ بات جو معلوم ہے نہ ہے کہنی چاہیے، زبان پر لگام لگانا ضروری ہے، کیونکہ آپ نے جاننے کے آپ کی بات پر کیسے اثرات مرتب ہونگے؟ آپ کی رائے کیا رنگ لائے گی؟ سلف رحمہم اللہ اپنے دین کی سلامتی کے پیش نظر فتنوں کے وقت بہت سارے مسائل میں خاموش رہے تاکہ اللہ سے امن و سلامتی کے ساتھ ملیں۔

صحیح بخاری کی روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اگر تمہاری قوم کے لوگ کفر سے قریب نہ ہوتے (نئے مسلمان نہ ہوتے) تو کعبہ کو ہا کر اس کو قواعد ابراہیمی پر بنا لیتا اور اس میں دو دروازے لگا دیتا۔“ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ لاحق ہوا کہ کفار قریش جو نئے نئے اسلام لائے ہیں کعبہ کو توڑ کر اسکو قواعد ابراہیمی پر بنائیں اور اس میں دو دروازے لگانے (ایک سے داخل ہوا جائیں

اور دوسرے سے نکلا جائے) سے ایسا نہ ہو کہ لوگ غلط سمجھ لیں یا یہ سمجھ لیں کہ آپ فخر کرنا چاہتے ہیں یا آپ دین ابراہیمی کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اور خیال کربھیٹھیں اس لیے آپ نہ اسکو چھوڑ دیا

نیک اعمال کا التزام و اہتمام :

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے

”بادروا بالاعمال فتنا كقطع الیل المظلم“

”لوگو! سخت سیاہ رات کی طرح گھنٹے فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو (کیونکہ وہ فتنے اتنے خطرناک ہوں گے کہ) صبح کے وقت بندے مؤمن ہو گا تو شام تک کافر ہو جائے گا اگر شام کو مؤمن ہو گا تو صبح تک کافر ہو جائے گا ادمی دنیا کے معمولی مفاد کے عوض اپنا دین بیچ دے گا“

اور کثرت سے اللہ کی عبادت کا اہتمام : کیونکہ نبی ﷺ فرمایا :

”العبادۃ فی الہرج کا لہجرۃ الی“

”قتل و غارت کے دور میں عبادت کرنا میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کے مترادف ہے“

(صحیح مسلم رقم 2948) (الشریعہ لا آجری ص 49 رقم 82)

فتنوں کے ایام میں مسلمان کے خلاف زبان اور ہاتھ کو روک لینا :

جیسا کہ سیدنا علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی جنگوں کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک صحابی کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ساتھ میدان جنگ میں چلو تو اس صحابی نے کہا : میں نہ نبی سے سنا ہوں فتنوں کے دور میں تو لکڑی کی تلوار بنا لینا (اور اب جبکہ دو مسلمان گروہ

باہم برسریکار رہیے (اور میرے پاس لکڑی کی
تلوار ہی ہے، اگر اسی طرح پسند کرتے ہیں تو چل
پڑتا ہے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو چھوڑ کر
چلا گئے)

کسی کلمہ گو شخص یا جماعت یا ادارہ کی تکفیر سے اجتناب کرنا :

اگر آپ کو کسی شخص کے بارے میں کسی بات یا عمل
کا علم ہوتا ہے تو آپ اس شخص یا ادارہ یا جماعت
پر کفر کا حکم لگانے کی بجائے اس کے کفر یا قول
یا فعل پر حکم رکھیے کہ اس کا فلاں کام یا بات
کفر ہے یا شرک ہے یعنی حکم عمل پر رکھیے افراد
پر نہ ہی سب سے محتاط انداز ہے اور اس معین
شخص وغیرہ کی تکفیر سے اجتناب کریں کیونکہ یہ
اپکے ذمہ نہیں !

فتنہ پرور لوگوں کی محافل سے کلی اجتناب

کم علم تکفیری اور گمراہ کن نظریات کے حامل لوگوں
کی مجالس اور ان کے ساتھ بحث سے اجتناب کرنا
چاہیے کیونکہ آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا
ہے اور دوست اگر برے ہوں تو بندے بھی برا ہی
سمجھا جاتا ہے

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام
مسلمانوں کو اس فتنہ عظیم (فتنہ تکفیر) سے محفوظ
فرمائے اور سیدھی راہ پر گامزن رکھے

آمین یا رب العالمین